ایک چشم کشا تحریر

دینی مدارس کا نصابِ تعلیم
مدارس دہشت گردی روکنے کا عظیم نیٹ ورک
مختلف ادیان و مذاہب، مسالک اور فرقوں سے بلاامتیاز استفادہ کا عظیم شاہکار

ہفتہ ۱۴ فروری ۲۰۱۶ء کو کلر سیداں میں اجتماعی شادی کی ایک تقریب کے بعد صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے وفاقی وزیر داخلہ جناب چودھری نثار علی خان صاحب نے کہا ''علماء کرام اور وفاق المدارس کے قائدین سے مل کر پاکستان کے ۱۸ کروڑ عوام اور پوری دنیا کو ایک پیغام دینے جا رہے ہیں کہ دہشت گردی کے حملے میں خواتین، بچوں، بزرگوں، نمازیوں پر حملے کرنے والے جنتی ہیں یا جہنمی اور اسلام کے پیروکار ہیں یا بدترین مخالف ہیں، علماء کرام سمیت تمام مکاتب فکر حکومت کے ساتھ کھڑے ہیں، تمام مدارس دہشت گردی میں ملوث نہیں، مدارس دہشت گردی نہیں پھیلا رہے بلکہ اس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں، مدارس کی رجسٹریشن پر اتفاق ہوگیا ہے جس کا جلد اعلان ہوگا۔ وفاق المدارس کا اجلاس بلا رہے ہیں جس میں وزیراعظم اور آرمی چیف کو بھی مدعو کریں گے۔''

اس حقیقت کا جائزہ لینا ازبس ضروری ہے کہ کیا دینی مدارس کے نظام و نصاب پر فرقہ واریت کے فروغ اور انتہا پسندی کی ترویج و تبلیغ کا جو الزام عائد کیا جاتا ہے وہ کس حد تک مبنی بر حقیقت ہے؟ حقائق یہ ہیں کہ دینی مدارس پر فرقہ واریت اور انتہا پسندی کے پرچار اور فروغ کا اندھا دھند الزام لگانے والوں نے کبھی یہ زحمت گوارا نہیں کہ وہ دینی مدارس کے نصاب میں شامل کسی ایک کتاب کی ورق گردانی کرتے۔ عالمی طاقت اور اس کے حلیف مغربی ممالک کی خوشنودی کے حصول کے لئے دینی مدارس کے حوالے سے ڈس انفارمیشن پھیلانا اور نظام و نصاب کو مورد تنقید بنانا ایک منفی روش ہے۔ سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ دینی مدارس کے نصاب میں کون کون سے علوم شامل ہیں۔ واقفان حقائق جانتے ہیں کہ دینی مدارس میں طلباء و طالبات کو علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم کلام، علم لغت، علم ادب اور علم عروض وقوافی کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے، صرف علم تفسیر کی وسعت کا عالم یہ ہے کہ اس پر تبحر اور عبور حاصل کرنے کیلئے ۱۵ کے

قریب ایسے علوم وفنون پر ملکہ کا حصول لازمی ہے جس کے بغیر کسی غیر عرب طالب علم میں قرآن مجید کی صحیح تفسیر بیان کرنے کی اہلیت واستعداد پیدا نہیں ہوسکتی۔ دینی مدارس کے طلبا کو جو شیوخ القرآن علم تفسیر پڑھاتے ہیں وہ بین المسالک برداشت اور رواداری پیدا کرنے کے لئے انہیں اپنے اسلاف کی تفسیروں کے علاوہ دوسرے مکاتب فکر کے مفسرین کی تفسیروں کے مطالعہ کی بھی تاکید کرتے ہیں۔ نصاب میں شامل تفسیر کشاف مشہور معتزلی مفسر علامہ زمخشری کی ہے۔ دوسری اہم ترین تفسیر کی کتاب جلالین ہے۔ اس کے مؤلفین شوافع میں سے ہیں۔ علم الحدیث کی تعلیم وتدریس کے لے بلاتفریق مسلک، احادیث کی تمام مشہور کتابوں سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ ان میں نمایاں ترین امام بخاریؒ کی صحیح بخاری ہے، امام بخاریؒ کی بعض آراء سے اہل سنت اختلاف کے باوجود انہیں امیر المومنین فی الحدیث کا خطاب دیتے ہیں۔ حدیث کی صرف ایک کتاب طحاوی شریف ایسی ہے جو حنفی محدث نے مدون کی ہے، اس کے علاوہ نصاب میں شامل احادیث کی تمام کتب غیر حنفی محدث مدونین کی ہے۔ ایک مشہور معاصر ریسرچ سکالر کی تحقیق کے مطابق ''علم فقہ کی سب سے اونچی کتاب ہدایہ ہے جس میں اختلافی مسائل میں ائمہ احناف کے نقطہ نظر کی ترجمانی کی گئی ہے لیکن اسی ہدایہ کے حاشیہ پر مشہور شافعی محدث اور فقیہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کی کتاب ''الدرایۃ'' بھی لگائی گئی ہے۔ جس میں انہوں نے کئی مقامات پر احناف کے دلائل کو کمزور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اصول فقہ میں علامہ تفتازانی کی کتاب بھی شامل نصاب ہے، عسقلانی حنفی مسلک کی کئی کتابوں کی شرح لکھنے کے باوجود شافعی المسلک تھے۔ علم المنطق کی اہم ترین کتابوں میں سے ایک ''شرح تہذیب'' بھی ہے جو کسی سُنی عالم کی نہیں بلکہ ایران سے تعلق رکھنے والے شیعہ مصنف علامہ عبداللہ بن الحسین اصفہانی کی ہے۔ آج تک اس کتاب کے شامل نصاب ہونے پر کسی مدرسے یا کسی عالم نے کوئی احتجاج نہیں کیا بلکہ اس سے خوشدلی کے ساتھ استفادہ کیا جاتا ہے۔ علم لغت میں مدارس اسلامیہ میں تاج العروس، مصباح اللغات اور دیگر شاہکار کتابوں کے ہوتے ہوئے عیسائی مرتب لوئس کی شہرآفاق کتاب ''المنجد'' سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے اور یہ کتاب تقریباً ہر بڑے عالم اور مدرسے کے کتب خانے میں لازماً موجود ہوتی ہے۔

جاہلیت کے زمانے میں شاہکار عربی نظموں کا مجموعہ ''السبع المعلقات'' بھی بہت سے مدارس میں داخل نصاب ہے جس کے مندرجات میں جاہلیت کے عقائد اور نظریات بھی شامل ہیں۔ علماء نیا مندرجات سے صرف نظر کرکے ان کی ادبی حیثیت کا اعتراف کیا ہے اور اسے اپنے نصاب میں ممتاز مقام عطا کیا ہے۔ مدارس اسلامیہ کی وسعت ظرفی کا اندازہ لگا لیجئے کہ علم عروض وقوافی کے فن سے متعلق نصاب میں

شامل واحد کتاب کسی عربی عالم یا سالامی ادیب کی نہیں بلکہ امریکہ سے تعلق رکھنے والے برطانوی نژاد عیسائی مصنف ڈاکٹر نیلسس فنڈیک کی ہے جو''محیط الدائرۃ'' کے نام سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصابی نقشے میں موجود ہے اور اہتمام کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے۔

دینی مدارس کے نصاب کے انفراسٹرکچر اور فریم ورک اور ان میں زیر تعلیم طلباء کی تعلیمی ضروریات اور افتادِ طبع سے آگاہ باخبر حلقے جانتے ہیں کہ وہ اس حد تک وسیع النظر ہیں کہ مسلم علماء و سکالرز کی تصنیفات، تالیفات، تحقیقات اور علمی اکتشافات سے بہرہ ور ہونے کے ساتھ ساتھ وہ آج بھی عیسائی مستشرقین کی کتابوں سے بھی استفادہ کرنے میں کسی قسم کا تامل محسوس نہیں کرتے۔ اس ضمن میں صرف عیسائی مستشرق بروکلین کی کتاب المعجم الفہرس لالفاظ الحدیث کا حوالہ کافی ہے۔ پاکستان کے طول وعرض میں پھیلے مدارس کی لائبریریوں میں آپ کو دینی مدارس کے طلباء یہودی مستشرقین کی کتابوں کے مطالعہ میں بھی محو دکھائی دیں گے۔ اس تناظر میں یہ حقیقت روز روشن کی طرح ابھر کر سامنے آتی ہے کہ متعصب بیگانوں اور بے خبر اپنوں کے تمام تر بے بنیاد الزامات کے باوجود دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں کسی بھی سطح پر فرقہ وارانہ طرز فکر کی افزائش کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ سب مغربی میڈیا کے ''ماہر افسانہ تراشوں'' کی ''خانہ ساز داستانوں'' کا شاخسانہ ہے۔ اگر آنکھوں سے دین بیزاری کی پٹی اتار کر ان حقائق کا جائزہ لیا جائے تو چودھری نثار کے یہ الفاظ حرف بہ حرف درست ہیں کہ دینی مدارس دہشت گردی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہیں۔

اس کے باوجود ہم سمجھتے ہیں کہ دینی مدارس کے منتظمین اور اساتذہ اپنے طلباء کو مسلکی منافرتوں، جزئی و فروعی اختلافات، فرقہ واریت اور دیگر تعصّبات سے دور رہنے کی تلقین کریں اور خصوصاً انہیں مسلکی انتہا پسندی اور فرقہ وارانہ تعصّبات کے تباہ کن اور خطرناک اثرات سے باخبر کرنا اپنا فرض منصبی جانیں، نیز دینی مدارس میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دیگر علوم کی تدریس و تعلیم کو ترویج دیں تا کہ یہاں سے فارغ ہونے والے طلباء ملکی ترقی کے علم میں شریک ہوسکیں۔ اگر ارباب حکومت دینی مدارس کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے لے ان کی رجسٹریشن کرنا چاہتے ہیں تو اس پر کسی بھی دینی مدرس کے ذمہ دار کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بھی ازبس ضروری ہے کہ ارباب حکومت دینی مدارس کے مہتممین، اساتذہ اور طلباء کے تشویش و اضطراب کو دور کرنے کیلئے یقین دہانی کرائیں کہ دینی مدارس کے خلاف کوئی پالیسی زیر غور نہیں۔

(بشکریہ روزنامہ ''نئی بات'')